فلاں قوم فلاں ساکن فلاں تحصیل وضلع فلاں کو بوجہ بدکار ہونے کے طلاق دیتا ہوں۔ اس سے تنگ آیا ہوا تھا۔ اب میری طرف سے اجازت ہے۔ جہاں چاہے نکاح ثانی کرسکتی ہے اور مجھ پر آج سے حرام ہے، طلاق طلاق طلاق۔

بندہ کوئی قانونی کارروائی نہیں کرے گا۔ یہ چند حروف لکھ دیئے تاکہ سند رہے۔ نیز ہم اپنا بچہ واپس لے لیں گے۔"

مندرجہ بالا طلاق زید نے میکے میں بیٹھی روٹھی ہوئی بیوی کو بھجوائی۔ جو اس نے وصول کرکے طلاق نہ لینے کے ارادہ سے واپس بھجوادی۔ اب طلاق دہندہ اپنی کہیں اور شادی نہ ہونے کی وجہ سے یا پھر کیئے پر پچھتاتے ہوئے طلاق شدہ بیوی کو واپس لانے کے لئے سوچ رہا ہے تو فرمائیے آج تقریباً ایک سال بعد وہ اپنی طلاق شدہ بیوی کو اپنا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اپنا سکتا ہے تو مکمل طریقہ قرآن وسنت کی نص سے واضح فرماکر رہنمائی فرمائیں اور اگر نہیں اپنا سکتا تب بھی واضح ثبوت سے تسلی فرمائیں؟ والسلام

الجواب بعون الوہاب

بشرط صحت سوال واضح ہو کہ صورت مسئولہ میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء اور احناف کے نزدیک مجلس واحد کی اکٹھی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوجاتی ہیں۔ یعنی ایسی صورت میں بلاحلالہ نکاح ثانی جائز نہیں ہوتا۔ مگر از روئے قرآن وحدیث مجلس واحد کی اکٹھی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ اور رجعی طلاق میں اندر عدت رجوع جائز ہوتا ہے اور بعد از عدت نکاح ثانی کی گنجائش ہوتی ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم ص۴۷۷ ج اوّل میں ہے:۔

عن ابن عباس قال کانت الطلاق علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر وسنتین من خلافة عمر بن الخطاب طلاق الثلاث واحدة - صحیح مسلم ص۴۷۷ ومسند احمد مع التعلیق لاحمد شاکر ص۳۱۴

کہ جناب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور پھر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں تک مجلس واحد

کی اکٹھی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق تصور ہوتی تھی۔

اور رجعی طلاق میں اندر عدت رجوع جائز ہوتا ہے اور بعد از مدت نکاح ثانی کی شرعاً اجازت ہوتی ہے چنانچہ فرمایا

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ (سورہ بقرہ ۲۲۹)

یعنی رجعی طلاق بس دو مرتبہ ہے یا تو اندر عدت اچھے طریقہ کے ساتھ روک رکھنا ہے یا پھر دستور کے موافق چھوڑ دینا ہے۔

وإذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او سرحوهن بمعروف ولا تمسكوهن ضرارا لتعتدوا (بقرہ ۲۳۱)۔

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو (یعنی ایک یا دو) اور عدت پوری ہونے لگے تو دستور کے موافق ان کو رکھ لو (یعنی پھر ملاپ کر لو) یا دستور کے موافق رخصت کر دو اور تنگ کرنے کے لئے ظلم کی نیت سے ان کو لٹکائے نہ رکھو۔

وبعولتهن احق بردهن في ذلك ان ارادوا اصلاحاً (سورہ بقرہ ۲۲۸)

اور ان کے خاوندوں کو اس مدت کے اندر (یعنی تیسرے حیض تک) اپنی عورتوں کو پھرا لینے کا زیادہ حق ہے۔ اگر وہ ملاپ چاہیں۔

اور جب عدت گزر جائے تو بلا کسی حلالہ کے نکاح ثانی جائز ہوتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

واذا طلقتم النساء فبلغن اَجَلَهُنَّ فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اِذا تراضوا بينهم بالمعروف (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۲)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر ان کی عدت پوری ہو جائے تو ان کو (اگلے) خاوندوں کے ساتھ نکاح کر لینے سے مت روکو۔ اگر دستور کے موافق آپس میں رضامندی ہو جائے

لہذا صورتِ مسئولہ میں بھی ایک رجعی طلاق واقع ہو چکی ہے۔ چونکہ حسب تحریر طلاق کو ایک سال گزر چکا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عدت کب کی ختم ہو چکی ہے۔ لہذا رجوع کا موقع باقی نہیں رہا۔ ہاں حلالہ کے بغیر نکاح ثانی ہو سکتا ہے۔ مفتی کسی قانونی سقم کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ هذا ما عندي والله اعلم بالصواب